میلاد، مدینہ اور محبت

27 ویں عالمی میلاد النبی ﷺ کانفرنس سے

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا خصوصی خطاب

(حصہ سوم)

مرتّب: اظہر الطاف عباسی معاونت: مصباح کبیر

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری کا زیرنظر خطاب (CD#1453) 27ویں عالمی میلاد کانفرنس 2011ء کے موقع پر ہوا جس میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے میلاد، مدینہ اور محبت کے عنوان پر سیر حاصل گفتگو کی۔ اس خطاب کے دو حصے ماہنامہ دختران اسلام ماہ اپریل، مئی 2011ء میں شائع ہو چکے جن میں شیخ الاسلام نے **لا اقسم بھذا البلد وانت حل بھذا البلد ووالد وماولد** کی آیات مبارکہ کو موضوع بحث بناتے ہوئے فضیلت کا معیار، مکہ و مدینہ کی فضیلت، مقام ولادت مصطفیٰ ﷺ کی قسم، لیلۃ القدر پر شب میلاد کی فضیلت اور محبت و عشق پر مبنی حقائق کو قرآن پاک کی آیات، احادیث مبارکہ اور ائمہ حدیث کے اقوال کی روشنی میں بیان فرمایا۔ اسی خطاب کا تیسرا حصہ نذر قارئین ہے:

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو جب تخلیق فرمایا تو ابتداء سے ہی حضور ﷺ کے میلاد کا اہتمام کیا۔ اللہ پاک نے ابتدائے کائنات سے دو اہتمام کئے ایک حضور ﷺ کے میلاد کا اور دوسرا حضور ﷺ کی نبوت کا اہتمام کیا۔ یعنی اللہ پاک نے حضور ﷺ کے میلاد کو اتنی اہمیت دی کہ ہم میلاد مصطفیٰ ﷺ کا ربیع الاول کے ماہ میں ہی اہتمام کرتے ہیں لیکن اللہ رب العزت نے جب عالمِ خلق پیدا کیا تو تخلیق خلق کی ابتدا سے ہی حضور ﷺ کے میلاد کا اہتمام شروع کردیا۔

امام احمد بن حنبل نے فضائل الصحابہ میں، امام بیہقی نے دلائل النبوت میں، امام دیلمی نے مسند الفردوس میں، امام عسقلانی نے لسان المیزان میں، علامہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں، امام سیوطی نے خصائص الکبریٰ میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اس کی اسناد کو حسن کہا ہے اور بہت سے ائمہ حدیث کا اس حدیث کو استدلالاً اپنی کتابوں میں درج کرنے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اسے ان کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہے۔ پس اللہ نے حضور ﷺ کے میلاد کا اہتمام کائنات کے آغاز سے ہی کردیا۔ حدیث مبارکہ ہے

عَنْ أَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ **عَنِ النَّبِیِّ** ﷺ **قَالَ: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ** عزوجل **خَبَّرَ لِآدَمَ** علیہ السلام **بَنِيْهِ**

فَجَعَلَ یَرَی فَضَائِلَ بَعْضِهِمْ عَلَی بَعْضٍ قَالَ: فَرَآنِی نُوْرًا سَاطِعًا فِی أَسْفَلِهِمْ فَقَالَ: یَارَبِّ، مَنْ هٰذَا؟ قَالَ: هٰذَا ابْنُکَ اَحْمَدُ هُوَ الْأَوَّلُ وَالآخِرُ وَهُوَ أَوَّلُ شَافِعٍ. (قسطلانی، المواہب اللدنیہ، ج۱،ص۹)

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو انہیں ان کے بیٹوں کی خبر دی۔ پس آدم علیہ السلام ان میں سے بعض کی بعض پر فضیلت دیکھنے لگے۔ پس انہوں نے مجھے سب سے نیچے ایک چمکتے ہوئے نور کی شکل میں دیکھا (یعنی باعتبار بعثت سب سے آخر میں دیکھا) اور عرض کیا: اے میرے اللہ! یہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یہ تیرا بیٹا احمد ہے جو کہ اول بھی ہے اور آخر بھی اور (روزِ قیامت) سب سے پہلے شفاعت کرنے والا بھی یہی ہے''۔

یہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے میلاد کی تاریخ بیان کی۔ مختلف الفاظ کے ساتھ اسی مضمون کو مختلف صحابہ کرام سے ائمہ حدیث نے روایت کیا۔ جیسے اللہ پاک نے ولادت مصطفیٰ ﷺ کا اہتمام کیا۔ اسی طرح حضور ﷺ کی نبوت کا اہتمام بھی کیا۔ ابھی آدم علیہ السلام کی تخلیق نہ ہوئی تھی کہ حضور ﷺ کی نبوت کا فیض جاری کردیا گیا تھا۔ اس مغالطہ کو ذہنوں سے نکال لیں کہ جب چالیس برس کی عمر مبارک ہوئی تو غار حرا میں حضور ﷺ کو نبوت ملی ایسا نہیں یہ سراسر غلط ہے بلکہ چالیس برس کی عمر مبارک پر حضور ﷺ کی بعثت ہوئی۔ یعنی اعلان نبوت فرمایا بعثت عطائے نبوت نہیں ہوتی بلکہ اعلان نبوت ہوتا ہے، نزول وحی ہوتا ہے، نبوت تو تخلیق آدم سے بھی پہلے نہ صرف آقا علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا ہوگئی تھی بلکہ اس کا فیض جاری ہوگیا تھا۔ الگ الگ طرق سے یہ حدیث احسن صحیح ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرامؓ نے پوچھا:

مَتَی وَجَبَتْ لَکَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ وَآدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَد. (ترمذی، الجامع الصحیح، ابواب المناقب، ۵:۵۸۵، ۳۶۰۹)

یارسول اللہ ﷺ آپ کے لئے نبوت کب سے واجب ہوگئی۔

فرمایا جب آدم علیہ السلام ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

امام حاکم الطبرانی اور امام بخاری التاریخ الکبیر میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت میسرۃ الفجر نے حضور نبی اکرم ﷺ سے پوچھا:

مَتَی کُنْتَ نَبِیًّا؟ (حاکم، المستدرک، ج:۲،ص:۶۶۵، رقم:۴۲۰۹) (طبرانی المعجم الکبیر،۲۰:۳۵۳، رقم:۸۳۳)

بعض احباب اس کا معنی غلط سمجھتے اور لیتے ہیں کہ اللہ کے علم میں نبی تھا، اللہ کے علم میں حضور ﷺ

کا اس وقت نبی ہونا یہ کون سی فضیلت کی بات ہے بلکہ اللہ کے علم میں تو ہر ایک نبی کا نبی ہونا تھا۔

ہم سب کا پیدا ہونا بھی اللہ کے علم میں تھا اور ہر شخص کا آج محفل میں تشریف لانا اس کا بھی علم تھا۔ ہر نبی کی نبوت اللہ کے علم میں تھی، علم الٰہی میں ہونا فضیلت نہیں کہ اللہ کے علم میں آپ کب سے نبی ہیں۔ معاذ اللہ اس طرح کا تو سوال ہی کفر بن جاتا ہے۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ کوئی وقت ایسا بھی تھا جب اللہ کے علم میں حضور ﷺ کا نبی ہونا نہ تھا۔ نبوت دینی کس نے تھی؟ علم کا تو سوال کرنا ہی جہالت ہے، سوال تو یہ تھا متی کنت نبیا. کہ آپ کب سے نبی تھے۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب آدم علیہ السلام روح اور جسم کے درمیان تھے۔

مندرجہ بالا حدیث کو ابن عباس، امام احمد بن حنبل، طبرانی نے بھی روایت کیا۔ اس سارے سند کے رجال صحیح ہیں۔ ایک صحابیؓ نے آقا علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی مَتی اُخِذَ مِیثَاقُکَ ۔۔ آپ ﷺ سے نبوت کا حلف کب لیا گیا۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے۔ مَتی جُعِلْتَ نَبِیًّا آپ نبی کب بنائے گئے۔ (احمد بن حنبل، المسند، ۴:۶۶)، (ابن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۲:۳۲۱)

کس کو یہ سوال کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ کیا سب کو معلوم نہیں تھا کہ جب آپ ﷺ کی عمر مبارک چالیس برس تھی تو اس وقت غار حرا میں وحی اتری اور آپ ﷺ نے بعثت کا اعلان فرمایا۔ کیا اس چیز کا علم نہیں تھا؟ تمام صحابہ کرامؓ کو علم تھا تو پھر یہ سوال کیوں کر رہے تھے؟ چالیس سال کی عمر میں غار حرا میں بعثت ہوئی تھی اگر بعثت کو نبوت کا عطا ہونا سمجھتے تو کب سے نبی ہونے کا سوال کیوں پوچھتے؟

انہیں سب معلوم تھا کہ یہ تو اعلان نبوت ہوا یہ تو نبوت کو ظاہر کرنے کا امر ہوا، یہ تو قرآن کی وحی کا نزول کا آغاز ہوا اور یہ نبوت عطا نہیں ہوئی۔ ہر صحابی جانتا تھا کہ حضور ﷺ نبی پہلے سے ہیں اور نبوت پہلے سے ہے اس لئے پوچھتے تھے آقا ﷺ کب سے نبی تھے؟ یہ تو ظاہر ہوا، ظاہر غار حرا کی وحی سے کیا گیا مگر نبی کب سے تھے؟

تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم علیہ السلام ابھی پانی اور مٹی میں تھے۔ (سیوطی، الخصائص الکبریٰ، ۱:۸)

الغرض اس اتنے حصہ کو بیان کرنے کا مقصود یہ تھا کہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام کے لئے دو اہتمام الوہی طور پر اللہ رب العزت نے کئے ایک آپ ﷺ کی ولادت جو مقرر وقت پر حضرت آمنہؓ کی گود میں ہونی تھی مگر

اس ولادت کے لئے نسب کی حفاظت کا اہتمام صدیوں نہیں بلکہ لاکھوں سالوں سے حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت سے بھی قبل اللہ رب العزت نے کرر کھا تھا۔

اور دوسرا اہتمامِ نبوت جو شہر مکہ میں غار حرا میں چالیس برس کی عمر میں ظاہر ہوئی تھی اس نبوت کا عطا کیا جانا، اس کے فیض کو جاری کرنا اور انبیاء سے اس نبوت پر ایمان لانے کا حلف لینا یہ تخلیقِ انسانیت سے بھی پہلے تھا۔ چونکہ اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے میلاد کو اتنی اہمیت دی کہ حضور ﷺ کی ولادت کی خاطر حضور ﷺ کے پورے نسب کو اور حضور ﷺ کے نور کے پورے سفر کو سنبھالا۔ یہ حضور ﷺ کی نسبت ہے اور جس شہر میں حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی، اس شہر کی قسم کھائی۔

تو اب ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہاں آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ولادت ہوئی۔ اسی وجہ سے یہ شہر مکہ اللہ کے ہاں قسم کھانے کے قابل بن گیا۔ مگر جس شہر میں ہمیشہ کے لئے حضور ﷺ کی آرام گاہ بن گئی۔ جہاں ہجرت کی، جہاں حضور ﷺ کا روضہ اطہر بنا۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام لیٹے ہیں اور تشریف فرما ہیں۔ اس شہرِ مدینہ کا مقام کیا بنا شہر مکہ کے مقام کی تو سمجھ آگئی۔ وہ مدینہ جو حضور ﷺ کا مسکن بنا اور قیامت تک کے لئے حضور ﷺ کا روضۂ اطہر بنا، گھر بنا اور یہیں سے قیامت کے دن حضور ﷺ کا کھڑا ہونا ہوگا۔ اس مدینہ کا مقام کیا ہوا؟

اس کے مقام و مرتبہ کو سمجھنے کے لئے باقی چیزوں کو چھوڑ کر تین نکتے عرض کر رہا ہوں تا کہ اس کے مقام و مرتبے کو سمجھنے کے لئے آپ کے ایمان میں خوب تازگی آئے اور تصورات بدل جائیں۔

اب مکہ کے ساتھ محبت حضور ﷺ کی ولادت کا شہر ہونے کے باعث اللہ اس کی قسم کھاتا ہے تو آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی محبت شہر مکہ سے کتنی ہوگی۔ بخاری اور صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے۔

حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں۔ آپؓ فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَللّٰهُمَّ حَبِّبْ اِلَيْنَا الْمَدِيْنَةَ كَحُبِّنَا مَكَّةَ اَوْ اَشَد.

اے اللہ ہمارے دل میں مدینہ کی محبت پیدا کر۔ اتنی محبت دے جتنی مکہ کی محبت ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الحج، ۲:۶۶۷، رقم: ۱۷۹۰) (صحیح مسلم، کتاب الحج، ۲:۱۰۰۳، رقم: ۱۳۷۶)

اے اہل اسلام اور اے اہل ایمان آقا علیہ الصلوۃ والسلام اگر شہر کی محبت طلب کریں، جس کی محبت کی دعا کریں اور جس کی محبت کا ایک درجہ متعین کریں کیا وہ ہمارے لئے دین ہوا یا نہ ہوا؟ ہمارا ایمان ہوا یا نہ ہوا۔

آقا علیہ الصلوۃ والسلام ہر ایک کے ظرف کو جانتے تھے کہ کوئی کہاں تک جا سکتا ہے میرے عشق میں،

اب آج کے کم ظرف لوگ کہتے ہیں کہ آپ حضور ﷺ کے عشق میں غلو کرتے ہیں۔

مگر اب محبت رسول میں اعتدال اور غلو کیا ہے؟ اعتدال والوں کے لئے حضور ﷺ نے فرمادیا کَحُبِّنَا مَــــكَّة جو زیادہ آگے نہیں بڑھ سکتے تو کم سے کم مدینہ کی محبت مکہ کی محبت کے برابر ہی کرلیں اور جو یہاں رہنا چاہتے ہیں وہ اسی محبت میں رہ جائیں مگر جو آگے بڑھنا چاہتے ہیں اور میرے دل کو ٹھنڈک پہنچانا چاہتے ہیں فرمایا اَوْ اَشَــدَّ خدا کی قسم مکہ سے بھی زیادہ مدینہ کی محبت کو بڑھادے، مدینہ کی محبت مکہ کی محبت سے زیادہ شدید کردے کہ مکہ کی محبت سے مدینہ کی محبت بڑھ جائے۔ پس آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ قاعدہ مقرر کردیا کہ مدینہ سے محبت کرنے کے دو درجے ہیں۔ عام مسلمانوں کے لئے درجہ یہ ہے کہ کَحُبِّنَا مَکَّہ کہ وہ مدینہ سے اتنی محبت کریں جتنی مکہ سے کرتے ہیں، اگر ان کی محبتِ مدینہ محبتِ مکہ سے کم ہوگی تو وہ حضور ﷺ کے نافرمان ہوگئے۔ ایمان سے خارج ہوگئے اور پھر فرمایا اگر کوئی ایمان میں اعلیٰ اور کامل درجہ پانا چاہتا ہے تو دوسرا درجہ یعنی اتنی محبت کرے اَوْ اَشَدَّ کہ مدینہ کی محبت مکہ کی محبت سے بڑھ جائے۔

اب دوسرا نکتہ متفق علیہ حدیث سے سمجھا رہا ہوں تاکہ دنیا میں کوئی شخص اپنی کم علمی کے باعث ایسے مطب و یابس غلط ملط بات نہ کرسکے۔ حضرت انس بن مالکؓ راوی ہیں۔ آقا علیہ الصلوۃ والسلام نے باری تعالیٰ سے ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ بِالْمَدِیْنَۃِ ضِعْفِیْنَ مَابِمَکَّۃَ مِنَ الْبَرَکَۃَ.

(صحیح بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، ۲:۶۶۶، رقم: ۱۷۸۶)، (صحیح مسلم، کتاب الحج، ۲:۹۹۴، رقم: ۱۳۶۹)

میرے مدینہ کو اتنی برکت دے جتنی برکت تو نے مکہ کو دے رکھی ہے اس سے دوگنا برکت مدینہ میں کردے۔

یہ زبانِ مصطفیٰ ﷺ ہے، یہ دعائے مصطفیٰ ہے۔ محبت میں غلو کرنے کی بات کرنا بڑا آسان ہے۔ ارے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد کو پڑھو۔ احادیثِ مصطفیٰ ﷺ پڑھو، متفق علیہ احادیث کو پڑھو میں کوئی کمزور کتابوں سے استدلال نہیں کررہا۔ پھر کہیں ایسا نہ ہو کہ غلو کہہ کر ایمان سے خارج نہ ہوجاؤ۔ کیا معاذاللہ! مصطفیٰ ﷺ خود غلو کررہے ہیں یہ دعا کون کررہا ہے؟ یہ دعا تاجدار کائنات ﷺ نے کی۔ اس چیز کو امام بخاری، امام مسلم، احمد بن حنبل، امام ابن تیمیہ، امام ابویعلیٰ امام ابوعوانہ اور کل ائمہ نے روایت کیا۔

مدینہ کی محبت کے بارے اللہ تعالیٰ نے تو یہ نہیں فرمایا میرے محبوب کیا کہہ رہے ہو مکہ کے برابر مانگو۔ بلکہ جو مصطفیٰ ﷺ نے مانگ لیا وہی ہوگیا۔

(جاری ہے)